74974 ـ پھوپھی کی دیکھ بھال کرنے والے بھیتجھے کو پھوپھی کی طرف سے عطیہ دینے کا حکم

سوال

میری ایک پھوپھی ہے جو بوڑھی ہو چکی ہے اس کے پاس بہت مقدار میں مال بھی ہے اور اسے باپ کی وراثت سے جائداد بھی ملی تھی، تقریبا پندرہ برس سے میرے والد صاحب کی موافقت سے پھوپھی نے مجھے محکمہ میں اپنے مال اور جائداد کا وکیل مقرر کر رکھا ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میری پھوپھی نے بہت ہی محفوظ زندگی بسر کی ہے، نہ تو وہ لکھنا جانتی ہے، اور نہ ہی پڑھ سکتی ہے، اور نہ ہی میرے تعاون کے بغیر اپنے معاملات سرانجام دے سکتی ہے.
میں جتنے عرصہ اور مدت سے ان کا وکیل رہا ہوں وہ میرے ساتھ اس طرح لین دین کرتی رہی ہے گویا کہ میں ہی اس کا اکیلا بیٹا ہوں، دوسرے بھائیوں کے علاوہ صرف میں ہی اپنی پھوپھی کے سارے معاملات اور زندگی مالی اور معاشی معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہوں، میرے باقی بارہ بھائی ہیں جو صرف پھوپھی کے پاس کبھی کبھار اور وہ بھی صرف دینی یا اجتماعی تقریبات میں ہی آتے اور اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں.
میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور اب میں اور میرے بھائی ہی اپنی پھوپھی کے شرعی وارث بنتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں میں نے اپنے دوسرے بھائیوں کے علم میں لائے بغیر ہی پھوپھی سے اس کی اکثر جائداد اپنے اور اپنی بہن اور ایک بھانجھے کے نام کرانے کی اجازت مانگی ہے اور وہ بھانجھا حقیقت میں میری بیٹی کا خاوند یعنی میرا داماد ہے، کیونکہ وہ میری پھوپھی کی دیکھ بھال میں میرا معاون رہا ہے، پھوپھی نے اس پر موافقت کرتے ہوئے جائداد میرے اور میری بہن اور بھانجھے کے نام کر بھی دی ہے، لیکن بعد میں بلآخر میرے بھائیوں کو اس کا علم ہوگیا تو ان سب نے مجھے لعنت ملامت کرنا شروع کردی اور مجھ پر الزام لگانے لگے کہ میں نے پھوپھی کو نقصان پہنچایا ہے، اور پھوپھی کا اپنے معاملات کی دیکھ بھال نہ کر سکنے کو اپنے لیے فرص اور موقع غنیمت جانتے ہوئے میں نے یہ سب کچھ کیا ہے، اور اسے زندگی کے امور کا ادراک بھی نہیں ہونے دیا، اور اس کی املاک کی قیمت کا بھی علم نہیں ہونے دیا اور میں نے اپنے نام وکالت نامہ کو غلط طور پر استعمال کیا ہے، اس کے علاوہ انہوں نے مجھ پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کی ہے.
تو میرا سوال یہ ہے کہ آیا واقعی ہبہ کے متعلق میں نے شرعی حکم کی مخالفت کی ہے، یہ علم میں رہے کہ یہ سب کچھ پھوپھی کے علم اور اس کی موافقت کے ساتھ ہوا ہے ؟
اور کیا میرے دوسرے بھائیوں کو اس ہبہ پر کوئی اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے ؟
آپ سے گزارش ہے کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کریں جو مجھے اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرنے سے باز رکھے، اگر میں غلطی پر ہوں تو میں اس کا تدارک اور تصحیح کر سکوں، اور وقت نکلنے سے قبل اس سے توبہ و

استغفار بھی کر لوں.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ کا اپنی پھوپھی کی دیکھ بھال کرنا اور اس کے معاملات سرانجام دینا نیک اعمال میں شامل ہوتا ہے جس سے آپ اللہ تعالی کا قرب حاصل کر کے اپنے اجروثواب میں زیادتی کر کے اپنے نیکیوں کے ترازوں کو اور بھاری کرتے رہے، لیکن آپ کا یہ عمل ایک شرط کے ساتھ مشروط تھا کہ اگر آپ نے یہ عمل اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہو، اور اس دیکھ بھال کے عوض میں معاوضہ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں.

اسے تنگ کر کے یا حیلہ بازی کے لیے اس سے زائد کا حصول آپ کے لیے حلال نہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿ اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل اور ناحق نہ کھاؤ، ہاں یہ ہے کہ وہ تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت ہو ﴾ النساء (29).

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان شخص کی رضامندی کے بغیر اس کا مال حلال نہیں "

مسند احمد حدیث نمبر (20172) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر (1459) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

جس طرح کہ آپ - اور اس پھوپھی - کے لیے ورثاء کو نقصان اور ضرر دینا حلال نہیں، چاہے وہ ہبہ کے ذریعہ ہو، یا زندگی میں مال وقف کر کے یا موت کے بعد کسی غیر وارث شخص کے لیے وصیت کر کے؛ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نہ تو خود نقصان اٹھاؤ، اور نہ ہی کسی دوسرے کو نقصان اور ضرر پہنچاؤ "

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2341) میں

روایت كیا ہے، اور صحیح ابن ماجہ میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے.

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" لیكن اگر كسی اجنبی كے لیے ایك تہائی كی وصیت كر كے ورثاء كو نقصان پہنچانا چاہے تو وہ اس نقصان دینے كے ارادہ سے گنہگار ہوگا، اور كیا اگر اس كے اقرار كے لیے ذریعہ وصیت ثابت ہو گئی تو كیا اسے رد كر دیا جائیگا یا نہیں ؟

ابن عطیہ رحمہ اللہ نے امام مالك رحمہ اللہ سے روایت كیا ہے كہ:

اسے رد كر دیا جائیگا.

اور ایك قول یہ بھی ہے كہ: یہ امام احمد كے مسلك كا مہذہب ہے " انتہی.

دیكھیں: جامع العلوم وا لحكم (1 / 305).

اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" جس نے بھی اپنے ورثاء كو نقصان پہنچانے كے لیے كچھ وقف كیا تو اس كا یہ وقف باطل ہے، كیونكہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس كی اجازت نہیں دی، بلكہ اللہ تعالی نے تو ایسے صدقہ جاریہ كی اجازت دی ہے جس كا ثواب صدقہ كرنے والے كو ملتا رہے، نہ كہ اس كی اجازت دی ہے جس كا گناہ جاری ہو، اور مستقل عذاب اور سزا ہوتی رہے.

اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے تو اپنی كتاب عزیز قرآن مجید میں عمومی اور خصوصی طور پر كسی نقصان دینے سے منع فرمایا ہے، اور نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمومی طور پر نقصان دینے سے منع كرتے ہوئے حدیث میں فرمایا ہے:

" دین اسلام میں ہے كہ نہ تو خود نقصان اٹھاؤ، اور نہ ہی كسی دوسرے كو نقصان دو " انتہی.

دیكھیں: الروضہ الندیة (2 / 154) .

دوم:

آپ كے سوال میں ہے كہ آپ كے بھائیوں نے آپ كے خلاف باتیں كرتے ہوئے یہ بات بھی كی ہے كہ: " پھوپھی كی عدم اہلیت كو موقع اور فرصت جانا " !

اگر تو ان کی یہ بات صحیح ہے کہ آپ کی پھوپھی مال میں تصرف کرنے کی اہل نہ تھی، وہ اس طرح کہ اگر عقل مند نہ تھی، یا پھر بے وقوف ہونے کی بنا پر مال ضائع کرتی تھی، تو پھر اس نے جو کچھ اپنے مال میں سے آپ کو ہبہ کیا ہے وہ شرعی طور پر باطل ہے، اور آپ کے لیے اسے اپنی ملکیت بنانا حلال نہیں؛ کیونکہ اسے اپنے مال میں تصرف کرنے کی اہلیت ہی حاصل نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تمام معاہدے اور باتیں عقل و دانش اور تمیز کے ساتھ مشروط ہیں اس لیے جو شخص بھی تمیز نہ کر سکتا ہو، اور اسے عقل نہ ہو اور بے وقوف ہو تو شریعت کے لحاظ سے اصل میں اس کی کلام ہی معتبر نہیں ہوگی جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بلا شبہ بدن میں ایك ایسا ٹکڑا ہے جب یہ ٹکڑا صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے، اور جب یہ ٹکڑا خراب ہو جائے تو سارا بدن ہی خراب ہو جاتا ہے، خبردار وہ ٹکڑا دل ہے "

تو اگر دل کی عقل و دانش ہی زائل ہو چکی ہو جس کے ساتھ وہ بات کرتا ہے اور معاملات میں تصرف کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے امر اور نہی یا ملکیت کا اثبات یا زائل کیا جائے، اور یہ شارع کے فیصلے کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بھی معلوم ہے...

معاہدے اور دوسرے تصرفات قصد کے ساتھ مشروط ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے "

اور میں نے یہ قاعدہ اور اصول اپنی کتاب " بیان الدلیل علی بطلان التحلیل " بیان کیا ہے، اور وہاں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر وہ لفظ جو متکلم کے بغیر قصد و ارادہ کے غلطی اور زبان کے اکھڑنے اور بے عقلی سے نکلے تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (33 / 107).

سوم:

لیکن اگر آپ کی پھوپھی عقل مند اور ذہین ہے تو پھر اس کا اپنے مال میں ہبہ یا صدقہ یا کوئی اور تصرف کرنا صحیح ہے.

شیخ عبد اللہ بن جبرین حفظہ اللہ تعالی ہمارے اس مسئلہ کے مطابق مسئلہ کے حکم میں کہتے ہیں:

" خاوند كے ليے اپنى زندگى اور صحت ميں جائز ہے كہ وہ اپنى بيوى كے صبر و تحمل يا بہتر خدمت، يا اسے جو تكليف آئى ہے اس كے مقابلہ ميں مال يا مہر ميں سے جو چاہے ہديہ كر دے جبكہ اس ميں دوسرے ورثاء كو نقصان اور ضرر نہ ہوتا ہو، اور نہ ہى اس كى حد مال كا چوتھائى وغيرہ حصہ ہوتا ہو.

اور اسى طرح بيوى كے ليے جائز ہے كہ وہ اپنے خاوند كو اپنے مال يا مہر سے جو چاہے دے سكتى ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

﴿ تو اگر وہ (بيوياں) تمہيں اس مہر ميں سے كچھ اپنى مرضى اور رضامندى كے ساتھ كچھ ہبہ كر ديں تو اسے ہنسى خوشى كھالو ﴾.

اور حالت مرض ميں ايسا كرنا جائز نہيں؛ كيونكہ يہ وارث كے ليے وصيت شمار ہو گى " انتہى.

ديكھيں: فتاوى اسلاميۃ (3 / 29).

اور آپ كے بھائيوں كو يہ معلوم ہونا چاہيے كہ آپ كى پھوپھى كے ليے اپنے بھتيجوں كو عطيہ دينے ميں عدل و انصاف كرنا واجب اور ضرورى نہيں كيونكہ عطيہ دينے ميں عدل و انصاف كرنا تو اولاد كے متعلق حكم ہے، ليكن اولاد كے علاوہ كسى اور كو عطيہ دينے ميں عدل كرنا واجب نہيں.

شيخ محمد صالح العثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" انسان كے ليے ورثاء ميں سے كسى ايك كو اپنى صحت و تندرستى ميں دوسرے پر افضليت دينى جائز ہے، ليكن وہ اپنى اولاد ميں ايسا نہيں كر سكتا، كيونكہ اولاد ميں سے ايك كو دوسرے پر افضليت دينى جائز نہيں " انتہى.

ديكھيں: فتاوى اسلاميۃ (3 / 30).

جواب كا خلاصہ يہ ہوا كہ:

اگر تو آپ كى پھوپھى عقل مند اور ذہين تھى اور اس نے اپنے ارادہ و رضامندى كے ساتھ آپ كے مجبور كيے يا آپ كى طرف سے كسى حيلہ كے بغير آپ كو كچھ مال ہبہ كيا ہے، اور اس نے ايسا كرنے ميں اپنے ورثاء كو نقصان پہنچانے كا ارادہ و قصد نہيں كيا تو يہ ہبہ صحيح ہے، اور شريعت كے مخالف نہيں.

ليكن اگر وہ عقل مند نہيں يا پھر اس نے يہ ہبہ اپنى خوشى و رضامندى كے بغير كيا ہے، يا اس نے ايسا كر كے ورثاء كو نقصان اور ضرر پہنچانے كا ارادہ كيا ہے تو يہ ہبہ حرام ہے اور صحيح نہيں، اور سارا مال اس كى ملكيت ميں ہى باقى ہے.

اور اس حالت میں آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ نے جو اس کی خدمت کی ہے، اور اس کے مال میں جو لین دین کے امور چلائے ہیں اس کے مقابلہ میں اجرت و مزدوری لے سکتے ہیں، لیکن یہ اجرت اور مزدوری کام کے مطابق ہونی چاہیے نہ کہ اس میں مبالغہ ہو.

واللہ اعلم